تفسیرِ قرآن میں آثار صحابہ سے استدلال: قرطبیؒ کی تفسیر سورہ البقرہ کا مطالعہ

(Argument from the Sayings of the Companions in Qur'ānic Exegesis: A Study of *Tafsīr* Surah *al-Baqarah* by *al-Qurtubī*)

محمد سمیع اللہ*
**ڈاکٹر قاری واحد بخش

Abstract

The present paper studies the argument from the sayings of the companions of the Prophet (ﷺ) in *Qur'ānic* exegesis in the light of *Tafsīr* Surah *al-Baqarah* by *al-Qurtubī* (1214-1273), a renowned Andalusian Islamic scholar and jurist. It finds that *al-Qurtubī* argues with the sayings of the Companions in various discussions related to *Qur'ānic* exegesis. According to the points mentioned with reference to *Surah al-Baqarah*, *al-Qurtubī* has explained various unfamiliar *Qur'ānic* words, the scenario of the revelation of different verses, the rules related to worship, the correct pronunciation of different *Qur'ānic* words and has resolved different variant readings of the Quran, etc. He has argued from the sayings of the Companions and has made a successful attempt to clarify the correct Islamic position in the relevant issues. This discussion also proves that among the verses whose interpretation is not known from Quran and *Ḥadīth*, the utmost importance should be given to the sayings of the Companions. If the Companions agree on the interpretation of a verse, then the commentators must adopt it, and it is not permissible

---

* پی ایچ ڈی سکالر اسلامیات، شعبہ اسلامیات و عربی، گومل یونی ورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات و عربی، گومل یونی ورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

to adopt the contrary. However, if there is a difference of opinion among the Companions in the relevant issue, then the opinion of those who are closer to Islamic point of view can be adopted.

Keywords: *Al-Qurtubī, Tafsīr, al-Baqarah*, Companions, sayings

صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کی تعلیم براہ راست آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی، اس کے علاوہ نزول وحی کے وقت وہ بہ نفس نفیس موجود تھے، اور انھوں نے نزولِ قرآن کے پورے ماحول اور پس منظر کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا، اس لیے فطری طور پر قرآن کریم کی تفسیر میں ان حضرات کے اقوال جتنے مستند اور قابل اعتماد ہو سکتے ہیں، بعد کے لوگوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا، لہٰذا جن آیتوں کی تفسیر قرآن یا حدیث سے معلوم نہیں ہوتی ان میں سب سے زیادہ اہمیت صحابہ کرامؓ کے اقوال کو حاصل ہے، چنانچہ اگر کسی آیت کی تفسیر پر صحابہؓ کا اتفاق ہو تو مفسرین کرام اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی اور تفسیر بیان کرنا جائز نہیں، ہاں! اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو بعد کے مفسرین دوسرے دلائل کی روشنی میں یہ دیکھتے ہیں کہ کون سی تفسیر کو ترجیح دی جائے؟ اس معاملہ میں اہم اصول اور قواعد اصول فقہ، اصولِ حدیث اور اصول تفسیر میں مدوّن ہیں۔[1] تفسیر قرآن میں ماہر صحابہ کرامؓ کی تعداد بہت زیادہ ہے ان میں دس صحابہ کو خاص شہرت ملی: حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہؓ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت ابیؓ بن کعب، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جو مشہور مفسر صحابی ہیں فرماتے ہیں: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس بارے میں اور کہاں نازل ہوئی۔[2] چنانچہ تفسیر قرآن میں اقوال وآثارِ صحابہ سے خصوصی طور پر مدد لی جاتی رہی ہے اور ان پر بھرپور اعتماد کیا جاتا رہا ہے۔ اس مضمون میں قرطبی کی تفسیر سورہ البقرہ میں آثار صحابہ سے استدلال کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ مختلف اہم نکات کے ذیل میں قرطبی کے آثارِ صحابہ سے استدلال کا اسلوب اور ان سے منسوب روایات پیش کی گئی ہیں، نیز واضح کیا گیا ہے کہ یہ اقوال دیگر کہاں کہاں موجود ہیں اور قرطبی نے ان کو کہاں سے اخذ کیا ہے۔

حروف مقطعات

تفسیر قرطبی میں سورۃ البقرہ کی تفسیر میں حروف مقطعات کی وضاحت میں مختلف آثار صحابہ سے استدلال ملتا ہے۔ مثلاً:

---

[1] امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار العلمیہ، س ن)، 2: 179۔

[2] سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، 2: 179۔

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ابولیث سمر قندی نے حضرت عمر، حضرت عثمان کا فرمان نقل کیا ہے: **هی سر الله فی القرآن ،ولله فی کل کتاب من کتبه سر فهی من المتشابه الذی انفرد الله تعالی بعلمه ولا یجب ان یتکلم فیها، ولکن نومن بها ونقرا کما جاءت۔**[3] "یہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے راز ہیں اور اللہ کی کتب میں سے ہر کتاب میں اس کے راز ہیں یہ ان متشابہات میں سے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور ان کے متعلق گفتگو کرنا واجب نہیں لیکن ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح آئے ہیں۔" یہ قول تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم کے تحت نقل کیا گیا ہے۔جب کہ امام قرطبی نے اس قول کو المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز المعروف تفسیر ابن عطیہ سے لیا ہے۔[4]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: **الْحُرُوفُ الْمُقَطَّعَةُ مِنَ الْمَكْتُومِ الَّذِي لَا يُفَسَّرُ.**[5] "حروف مقطعہ پوشیدہ حقیقت سے ہیں جن کی تفسیر نہیں کی جاسکتی۔ "ابن مسعود کا یہ قول امام قرطبی نے تفسیر سمرقندی سے نقل کیا ہے۔[6] امام شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں بھی ابن مسعود سے یہ قول نقل کیا ہے۔[7]

ابن عباس سے روایت کیا ہے: **ان الحروف المقطعة فی القرآن اسم الله الاعظم، الا انا لا نعرف تالیفه منها۔**[8] "الر۔ انا اللہ اری۔ المص۔ انا اللہ افصل۔ الف انا کے معنی کو ادا کرتا ہے، لام اللہ کے اسم کا معنی ادا کرتا ہے اور میم اعلم کا معنی ادا کرتا ہے۔" امام قرطبی حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس قول کو زجاج نے پسند کیا ہے۔ زجاج نے کہا: میرا خیال یہ ہے کہ ان حروف میں سے ہر حرف ایک معنی ادا کرتا ہے۔ عرب بھی نظماً اور فصحاً حروف مقطعات کو ان کلمات کے بدل بولتے ہیں جن سے یہ حروف مشتق ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس قول کو امام شوکانی نے فتح القدیر میں بھی نقل کیا ہے۔[9]

حضرت ابن عباس اور حضرت علی سے مروی ہے: **عن ابن عباس وعلی ایضا: ان الحروف المقطعة فی القرآن اسم الله الاعظم الا انا لا نعرف تالیفه منها۔**[10] "حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور حضرت علی (رض) سے مروی ہے کہ

---

[3] محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (القاھرہ: دار الکتب المصریہ، 1964ء)، 1: 165۔

[4] ابن عطیۃ الأندلسي: أبو محمد عبد الحق بن غالب، المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1422ھ)، 1: 81۔

[5] اندلسی، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 1: 154۔

[6] أبو اللیث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهیم السمرقندي، بحر العلوم (دمشق: دار الکلم الطیب، 1413ھ)، 1: 178۔

[7] محمد بن علي الشوکاني، فتح القدیر (دمشق: دار ابن کثیر، 1414ھ)، 1: 34۔

[8] القرطبي، تفسیر القرطبي، 1: 166۔

[9] شوکانی، فتح القدیر، 1: 34۔

[10] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 1: 156۔

قرآن میں حروف مقطعہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے مگر ہم نہیں جانتے کہ اس کی ان حروف سے تالیف کیسی ہے۔" یہ قول حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت علی (رض) سے مروی ہے، اس قول کو امام شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں نقل کیا ہے،[11] امام قرطبی نے یہ قول تفسیر ""المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز' سے روایت کیا ہے: **فقال علي بن أبي طالب وابن عباس رضي الله عنهما: الحروف المقطعة في القرآن هي اسم الله الأعظم، إلا أنا لا نعرف تأليفه منها۔**[12] اس کے علاوہ اس قول کو ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد جمال الدین جوزی نے اپنی تفسیر" **زاد المسير في علم التفسير**" میں بھی نقل کیا ہے۔[13]

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے۔ ابولیث سمرقندی نے حضرت عمر، حضرت عثمان اور ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حروف مقطعہ پوشیدہ حقیقت سے ہیں جن کی تفسیر نہیں کی جاسکتی:"**عن ابی بکر الصدیق وعن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما وذکر ابو اللیث السمر قندی عن عمرو عثمان وابن مسعود انهم قالو: الحروف المقطعة من المکتوم الذی لا یفسر۔**"[14] امام قرطبی نے یہ قول تفسیر ابن ابی حاتم سے لیا ہے،[15] اور اسی طرح اس قول تفسیر سمرقندی میں بھی روایت کیا گیا ہے،[16] اور فتح القدیر میں امام شوکانی نے بھی روایت کیا ہے۔

6۔ حضرت ابن عباس وغیرہ کا قول ہے، الف، اللہ سے ہے، لام، جبریل سے ہے، میم، محمد سے ہے: **کقول ابن عباس وغیرہ: الالف من الله ، واللام من جبریل ، والمیم من محمد** ﷺ [17] امام قرطبی نے یہ قول تفسیر القرآن لاسمعانی سے روایت کیا ہے۔[18] جبکہ امام رازی نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر میں یہ قول ضحاک سے منسوب کیا ہے۔[19]

ایمانیات وعقائد

---

[11] شوکانی، فتح القدیر، 1: 34۔

[12] اندلسی، المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز، 1: 84۔

[13] جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علي الجوزي، زاد المسیر في علم التفسیر (بیروت: دار الکتاب العربی، 1422ھ)، 2: 185۔

[14] القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 1: 154۔

[15] ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس الرازي، تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم (المکۃ: نزار مصطفی الباز، 1419ھ)، 11: 114۔

[16] سمرقندی، بحر العلوم، 1: 21۔

[17] القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 1: 155۔

[18] أبو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعاني، تفسیر القرآن (الریاض: دار الوطن، 1997ء)، 3: 75۔

[19] الرازی، مفاتیح الغیب، 2: 253۔

بساوقات قرطبی ایمانیات اور عقائد کو عمل صحابہ کی روشنی میں بیان کرتے ہیں اور اس سے مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہیں، مثلاً:

سورۃ البقرۃ کی آیت 3 کے تحت حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے: **حدثنا ابو یوسف بن یعقوب القاضی حدثنا محمد بن ابی بکر حدثنا عبدالرحمن بن مهدی عن سفیان عن الاعمش عن عمارة عن حریث بن ظهیر عن عبدالله قال : ما امن مومن افضل من ایمان بغیب ، ثم قرا:** الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔[20]" یہ قول امام قرطبی نے تفسیر سعید بن منصور سے لیا ہے۔[21] تفسیر ابن ابی حاتم نے بھی یہ قول نقل کیا ہے جیسا کہ تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے "**حدثنا احمد بن سنان ثنا ابو معاوية عنا لاعمش عن عمارة بن عمیر عن عبدالرحمن بن یزید قال: ذكرواالصحاب محمد وایمانهم عند عبدالله فقال عبدالله : ان امر محمد كان بينا لمن راه والذى لااله غيره ماآمن مومن افضل من ايمان بغيب ، ثم قرا:** الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ **الى قوله** يُنْفِقُونَ"[22] اسی طرح امام زمخشری نے اپنی' الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل"میں بھی اس قول کو نقل کیا ہے۔[23]

سبب نزول

امام قرطبی تفسیر سورہ البقرہ میں آثار صحابہ کی روشنی میں آیت کا سبب نزول بھی بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً:

وقال ابن عباس والكلبى : نزلت فى روساء اليهود ، منهم حيى بن اخطب وكعب بن الاشرف ونظر اؤهما۔[24]

"حضرت ابن عباس اور کلبی نے فرمایا: یہ آیت یہود کے رؤساء کے بارے میں نازل ہوئی جس میں حیی بن اخطب، کعب بن اشرف اور ان جیسے دوسرے یہودی تھے۔" اس قول کو امام واحدی اپنی نے تفسیر "الوسیط في تفسیر القرآن المجید' میں نقل کیا ہے۔25 اسی طرح یہ قول تفسیر سمرقندی اور تفسیر مظہری میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

قرات کے اختلاف کو قول صحابی سے ثابت کرنا

بعض اوقات قرطبی قرات کے اختلاف کو قول صحابی سے ثابت کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے لیے مختلف صحابہ کے اقوال کو جمع کرتے کرتے ہیں اور مسئلے کی وضاحت کے بعد راجح قول کی نشان دہی کرتے ہیں جیسا کہ " وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً میں ،خلیفۃ فاء کے ساتھ قراء کی قراءت ہے، مگر حضرت زید بن علی سے مروی ہے کہ

---

[20] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 1: 154۔

[21] منصور بن شعبة الخراساني، التفسیر من سنن سعید بن منصور (المکۃ: دار الصمیعی للنشر والتوزیع، 1997ء)، 1: 318۔

[22] الرازی، تفسیر القرآن العظیم، 1: 36۔

[23] جار الله الزمخشري، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (بیروت: دار الکتاب العربي، 1407ھ)، 1: 182۔

[24] القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 1: 184۔

[25] أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد النیسابوري، الوسیط في تفسیر القرآن المجید (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1994ء)، 2: 145۔

انھوں نے خلیفۃ قاف کے ساتھ پڑھا ہے، یہاں خلیفہ سے مراد حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور تمام اہل تاویل کے نزدیک حضرت آدم (علیہ السلام) ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اوامر نافذ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں کیونکہ وہی زمین کی طرف پہلے رسول ہیں۔" یہ قول امام قرطبی نے سورۃ البقرہ کی آیت " وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً " کے تحت نقل کیا اور اس آیت میں دو اقوال صحابہ کو نقل کیا ہے۔ ایک قول حضرت علی کا جس میں وہ لغوی معنی بیان کر رہے ہیں اور دوسرا قول حضرت ابن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کا ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت 31 کے تحت بیان کرتے ہیں "حضرت ابن عباس کا قول ہے:**هو مشتق من ادية الارض واديهما وهووجهها فسمى بما خلق منه۔**[26]"یہ ادمۃ الارض وادیمھا سے مشتق ہے جس کا معنی زمین کی سطح ہے، انسان اس سے پیدا ہوا اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔" یہ قول یہ قول تفسیرے قرطبی کے علاوہ کیسی دوسرے مفسر نے نقل نہیں کیا امام قرطبی اس قول صحابی سے استدلال فرماتے ہیں ادمۃ الارض وادیمھا کا معنی زمین کی سطح ہے، انسان اس سے پیدا ہوا۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر 31 کے تحت نقل کیا ہے حضرت سعید بن جبیر نے کہا:**انما سمى آدم لانه خلق من اديم الارض وانما سمى انسانا لانه نسى۔**[27]" آدم کو آدم اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زمین کی سطح سے پیدا کیا گیا ہے انسان کو انسان اس لئے کہا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ بھولا تھا۔" یہ قول طبقات ابن سعد [28]سے نقل کیا ہے۔ اس قول کو مشہور تمام مفسرین نے اپنے تفاسیر میں نقل کیا ہے، جیسا کہ تفسیر عبد الرزاق از: أبو بکر عبد الرزاق بن همام 2/ 378 [29]اور جامع البیان في تأويل القرآن 1/ 461 میں محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبري نے نقل کیا ہے۔[30]

عبادات میں اقوال صحابہ سے استدلال

امام قرطبی کا اسلوب ہے کہ وہ عبادات میں بھی اقوال صحابہ اور عمل صحابہ سے استدلال کرتے ہیں جیسا کہ رکوع شرعی یہ ہے کہ آدمی اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کرے اور اپنی پیٹھ اور گردن کو لمبا کرے اور اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو کھولے اور ان سے اپنے گھٹنوں کو پکڑے پھر اطمینان سے رکوع کرے اور سبحان رب العظیم تین مرتبہ کہے اور یہ کم از کم مقدار ہے۔[31] امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے، فرمایا:**يستفتح الصلاة بالتكبير والقراءة بالحمد لله ربا العالمين وكان اذا ركع**

---

[26] القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 1: 279۔

[27] أبو بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني، تفسیر عبد الرزاق (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ)، 2: 378۔

[28] ابن سعد، طبقات ابن سعد، 2: 1485۔

[29] ابن همام، تفسیر عبد الرزاق، 2: 378۔

[30] محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملي، جامع البیان في تأويل القرآن (بیروت: موسسۃ الرسالہ، 2000ء)، 1: 461۔

[31] القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 1: 343۔

لم يشخص راسه والم يصوبه ولكن بين ذلك۔[32]"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تکبیر کے ساتھ نماز شروع فرماتے تھے۔ قراءت الحمد سے شروع کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تھے تو سر کو نہ زیاد اونچا رکھتے تھے اور نہ زیادہ جھکاتے تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے۔ "امام قرطبی آثار صحابہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سجدہ میں صحیح پیشانی اور ناک کا رکھنا ہے۔ اس کی دلیل ابو حمید کی حدیث ہے جو گزر چکی ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں۔ پیشانی پر۔۔۔ اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پیروں کی اطراف پر۔ ہم کپڑے اور بال جمع نہیں کرتے یہ تمام نماز کے اجمال کی تفصیل ہے۔ پس یہ قول متعین ہو گیا۔[33]

سورۃ البقرہ آیت نمبر 43 کے تحت نقل کیا ہے: بخاری نے حضرت زید بن وہب سے روایت کیا ہے، فرمایا: **راى حذيفة رجلا لا يتم الركوع والاالسجود فقال: ماصليت ولو مت لمت على غير الفطرة التى فطر الله عليها محد ا ﷺ**[34]" حضرت حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل نہیں کر رہا تھا۔ حضرت حذیفہ نے اسے فرمایا: تو نے نماز (صحیح) نہیں پڑھی اگر تو (اسی حالت میں) مرے گا تو اس فطرت پر نہیں مرے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیدا فرمایا۔ یہ قول امام قرطبیؒ نے صحیح البخاری، حدیث نمبر 791[35] سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: **من سمع النداء فلم يمنعه من اتيانه عذر۔ قالو ا: وما العذر؟ قال خوف او مرض ۔لم تقبل منه الصلاة التى صلى۔**[36]" جس نے اذان سنی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے کوئی عذر مانع نہ ہو۔۔ صحابہ نے پوچھا: عذر کیا ہے؟ فرمایا خوف یا مرض۔۔۔ اس کی نماز قبول نہ ہوئی جو اس نے پڑھی۔" حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ہم نے دیکھا کہ جماعت سے پیچھے نہیں رہتا مگر ایسا منافق جس کا نفاق معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ (رض) سے پوچھا گیا: حدث سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: **يفسواويضرط**"اس کی ہوا آہستہ خارج ہو یا بلند آواز سے خارج ہو۔"[37]

حضرت انس بن مالک (رض) سے مروی ہے کہ انھوں نے نابینے شخص کے بارے میں فرمایا انہیں اس سے کیا حاجت ہے؟ (یعنی لوگ ان کے بارے میں یہ مسئلہ کیوں پوچھتے ہیں) حضرت ابن عباس اور حضرت عتبان بن مالک دونوں امامت

---

[32] ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، حدیث نمبر: 240

[33] القرطبي، الجامع لاَحکام القرآن، 1: 343۔

[34] ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 791 –

[35] البخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 791۔

[36] القرطبي، الجامع لاَحکام القرآن، 1: 349۔

[37] القرطبي، الجامع لاَحکام القرآن، 1: 343۔

کراتے تھے اور دونوں نابینے تھے۔ یہ قول امام قرطبیؒ نے سورۃ البقرہ آیت نمبر43- کے تحت نقل کیا ہے، اور متعدد صحابہ کرام کی طرف منسوب کیا۔ یہ قول تفسير الراغب الأصفهاني تذكرة الأريب في تفسير الغريب (غريب القرآن الكريم) [38]- سے نقل کیا ہے۔ امام قرطبی اس قول صحابی سے استدلال فرماتے ہیں ابن عمر سے مروی ہے، سنید نے ذکر کیا ہے، فرمایا: میں نے حضرت ابن عمر کے پہلو میں نماز پڑھی۔ میں امام سے پہلے اٹھتا اور جھکتا تھا۔ جب حضرت ابن عمر نے سلام پھیرا تو حضرت ابن عمر نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مروڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ میں نے پوچھا: حضرت آپ کو کیا ہوا؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: فلاں ابن فلاں۔ پوچھا: تو سچے اہل بیت سے ہے تجھے صحیح نماز پڑھنے کون سی چیز مانع ہے؟ میں نے کہا: تونے مجھے اپنے پہلو میں نماز پڑھتے دیکھا نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: میں نے تجھے دیکھا تو امام سے پہلے اٹھتا اور جھکتا ہے اور اس کی نماز نہیں ہوتی جو امام کی مخالفت کرے۔ حسن بن حیی نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرے پھر امام کے رکوع یا سجدہ کرنے سے پہلے سر اٹھالے، تو اس کا رکوع و سجود شمار نہیں ہو گا اور اس کی نماز جائز نہ ہو گی۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ امام قرطبی اپنی تفسیر میں تفسیر سے متعلق مختلف مباحث میں اقوالِ صحابہ سے استدلال کرتے ہیں۔ سورہ البقرہ کے حوالے سے جو نکات ذکر ہوئے ہیں، ان کے مطابق قرطبی نے مختلف نامانوس الفاظ کی تشریح، کسی آیت کے سببِ نزول کے بیان، قرات کے اختلاف کو حل کرنے، الفاظِ قرآنی کے درست تلفظ، عبادات سے متعلق احکام وغیرہ میں اقوال صحابہ سے استدلال کیا ہے اور متعلقہ امور میں درست اسلامی موقف واضح کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس بحث سے یہ چیز بھی ثابت ہوتی ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر قرآن یا حدیث سے معلوم نہیں ہوتی ان میں سب سے زیادہ اہمیت صحابہ کرامؓ کے اقوال کو دینی چاہیے۔ اگر کسی آیت کی تفسیر پر صحابہؓ کا اتفاق ہو تو مفسرین کو اسی کو اختیار کرنا چاہیے اور اس کے خلاف کوئی اور تفسیر بیان کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر اس معاملے میں صحابہ میں اختلاف ہو تو جن کا قول اسلامی نقطۂ نظر کے زیادہ قریب محسوس ہو اسے اختیار کیا جاسکتا ہے۔

---

[38] اصفھانی، تفسير الراغب الأصفهاني، 1: 2145۔